Lesson 8. Al-Baqarah (Ayaat 47 – 59): Day 35 سُوْرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

موسیٰؑ کا پہلا مشن پورا ہوا۔ یہود سینا کی وادی میں ہیں۔ جہاد سے انکار کر چکے ہیں۔

موسیٰؑ کی زندگی کا دوسرا سفر شروع ہوتا ہے۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا تو تم نے ان کے پیچھے بچھڑے کو (معبود) مقرر کر لیا اور تم ظلم کر رہے تھے۔

اللہ نے موسیٰؑ کو کتاب دینے کے لئے بلایا۔ ابھی تک موسیٰؑ مینجمینٹ کے کام کر رہے تھے، اب ایک بھیڑ کو اُمّت بنانے کا کام شروع ہونے والا ہے۔ غلامی سے آزادی کے بعد قوم کی تربیت کا کام ہونے والا ہے۔ سیاست کے بعد ایک لیڈر کی طرف کا سفر شروع ہو رہا ہے۔

پہلے ۳۰ دن کے لئے کوہِ طور پر گئے تھے لیکن پھر موسیٰؑ نے ۱۰ دن اور بڑھا لئے۔ ایک طرح کا ۴۰ دن کا اعتکاف تھا۔ موسیٰؑ نے الگ بیٹھ کر عبادت کی، اللہ سے ہم کلام ہوئے اور اُس وقت اُن کی عمر تقریباً ۴۰ سال تھی۔

یہاں سے پتا چلتا ہے کہ علم کے لئے یکسوئی ضروری ہے۔ علم کے لئے مُتوجہ [فوکسڈ] ہو کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ دین کے طالب علموں کا بھی یہی راستہ ہے۔ اگر آپ اس قرآن کے کورس سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہتی ہیں تو اس کو وقت دینا ہو گا۔ سوشلائزنگ ختم کر کے یکسوئی اختیار کرنی ہو گی۔ غور و فکر کی عادت

اپنانی ہوگی۔ کیونکہ گلیمرس پارٹی سے آکر سارا دھیان وہیں رہتا ہے۔ دماغ پر اَثر رہتا ہے۔ علم کا کام کرنے والوں کو پر سکون ماحول چاہئے ہوتا ہے۔ اگر دماغ کہیں اور مصروف ہو تو پوری توجہ نہیں رہتی۔

کیا اس بات سے ۴۰ دن کا چلّہ ثابت ہوتا ہے؟ بالکل نہیں جس بات کا قرآن اور حدیث میں حکم نہیں ہے۔ کوئی سند نہیں ہے وہ ہم نہیں کریں گے۔

ہم یہ کر سکتے ہیں کی جب روزانہ پڑھنے کے لئے بیٹھیں تو اعتکاف کی نیّت کر سکتی ہیں۔ اس دوران کوئی ضروری بات بھی کر سکتی ہیں۔ اب یہ نہ ہو کہ یہ کہیں ہم تو وظیفہ کر رہی ہیں کسی سے بات نہیں کرنی۔ قران و حدیث میں وظیفے اور چلّوں کی کوئی سند نہیں ملتی۔

جب بنی اسرائیل نے سمندر پار کر لیا کچھ سکون کے بعد انھوں نے وہاں ایک قوم دیکھی جو گائے کی پوجا کرتی تھی۔ انھوں نے موسیٰؑ سے کہا ہمیں بھی ایسا ایک بت بنادو ہم بھی اِس کی پوجا کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو غصّہ بھی آیا اور دکھ بھی ہوُا کہ اللہ نے تمھیں زندہ خدا (فرعون) سے نجات دلائی اور تم اب جانور کو پوجنا چاہتے ہو۔ بنی اسرائیل نے معافی مانگ لی۔ لیکن لمبا عرصہ غلامی اور بت پرستی کو دیکھتے رہے تھے اس لئے ابھی دِل سے وہ باتیں نہیں نکلی تھیں۔

جب موسیٰؑ عبادت کے لئے کوہِ طور پر گئے تو ہارونؑ کو اپنا نائب مقرّر کر گئے۔

پیچھے سے فتنوں نے سر اُٹھالیا۔ لوگ منتظر رہتے ہیں کہ جونہی جان چھوٹی فوراً واپس پرانے طریقوں پر لوٹ جائیں۔ اب بنی اسرائیل نے کیا کیا؟ ہمیں یہاں ڈرنے کی ضرورت ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے ایمان کے لیول مختلف ہوتے ہیں۔ کچھ نیک لوگوں کی وجہ سے ساری قوم کا بیڑا پار ہو جاتا

ہے۔اس قوم میں ایک منافق تھا اُس نے باتیں بنانی شروع کر دیں۔ موسیٰؑ کو وہاں عبادت میں مزہ آرہا تھا، انھوں نے اجازت لی کہ دس دن اور ٹھہر جاؤں؟ اور قیام کا عرصہ بڑھا دیا گیا۔

جونہی موسیٰؑ کو اکتیس دن ہوئے تو اس منافق (سامری) نے کہنا شروع کر دیا کہ موسیٰؑ (نعوذ باللہ) وفات پا چکے ہیں۔۔ آؤ تمھیں میں عبادت کا طریقہ سکھا دیتا ہوں۔بنی اسرائیل کو مصری لوگوں کے ساتھ رہ کر گائے کی پوجا کی عادت پڑ چکی تھی۔

اب جب موسیٰؑ چالیس دن کے لئے عبادت کرنے گئے اور ابھی وہ واپس نہیں آئے تھے کہ منافق سامری نے اِن سے کہا کہ دیکھو موسیٰؑ تو واپس نہیں آئیں گے۔ میں تمھیں ایک بچھڑا بنا دیتا ہوں۔

سب نے کہا ہاں ہم اپنے رَبّ کو یاد کر رہے ہیں۔ اُس نے سب سے سونا لیا اور اُس سے ایک بچھڑا بنا دیا۔(قرآن میں آگے جا کر اس کا نام عجل آتا ہے)۔ موسیٰؑ کو وحی کے ذریعے یہ اطّلاع ملی کہ موسیٰؑ واپس جائیں، آپؑ کی قوم گمراہ ہو چکی ہے۔

موسیٰؑ نے واپس آکر دیکھا تو بہت پریشان ہوئے کہ میں قوم کو توحید کا پیغام دیتا ہوں اور یہ کس راستے پر چل پڑے ہیں۔ ستّر ہزار لوگ بچھڑے کی پوجا کر رہے تھے۔ چار سو سال تک بنی اسرائیلی اِس بت پرستی کو دیکھتے رہے تھے۔ (سوچیں ذرا کیا ہم تو کسی بچھڑے کی پوجا نہیں کر رہے)

فرعون کے درباری اور فرعون کے پیروکار اپنے مذہب کو بہت کھیل تماشے والا بنا لیتے تھے۔

(ہمارے ارد گرد بھی دیکھیں؛ شوبازی، رنگ، موسیقی اور رقص عام کر دیتے ہیں اور اسی طرح مذہب کو گلیمرس بنا دیتے ہیں) کیا ہم بھی اپنے مذہب میں اس طرح کا کچھ شامل تو نہیں کر رہے؟

کچھ عرصہ پہلے سنا تھا کہ انڈین فلم کو پاس کروانے کے لئے ایک قانون یہ بھی ہے کہ اپنی فلم میں ایک مذہبی منظر ضرور ہونا چاہیئے جس میں پوجا، یاترا یا ہولی کچھ بھی دکھایا گیا ہو۔ تا کہ اپنے مذہب کو پروموٹ کیا جائے۔ وہ اپنے مندر یا کسی شادی وغیرہ کا منظر بھی دکھاتے ہیں تا کہ سیدھے اور بھولے لوگوں کو بیوقوف بنایا جاسکے۔ ایسے ہی لوگ اپنے کلچر کو معصوم ذہنوں میں انٹروڈیوس کرواتے ہیں۔

آگے چل کر ہم پڑھیں گے کہ سترّ ہزار لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی وہ مرتدّ ہوگئے تھے اور مرتدّ کی سزا قتل ہے اس لئے ایک دِن میں سترّ ہزار یہودی قتل کر دیے گئے تھے۔

ثُمَّ عَفَوۡنَا عَنۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۵۲﴾

پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا، تا کہ تم شکر کرو

یہاں شکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے کہ اللہ قوموں کو نعمت دیتا ہے تا کہ وہ لوگ نعمت کی قدر کریں۔

اب سوچیں ذرا ہمیں پاکستان ملا، کیا ہم نے اس کو اسلامی جمہوریہ پاکستان بنا دیا یا کوئی کوشش کی؟ کیا ہم نے نعمت کی قدر کی؟ اللہ کی سنّت یہی ہے کہ وہ انسانوں کو نعمتیں

یہاں ہم یہود پر اللہ کی فضیلتیں اور احسانات دیکھ رہے ہیں۔ کل اُن کا یہ حال تھا آج یہی ہمارا حال ہے۔ ہم نعمتیں لیتے جاتے ہیں۔ پھر احسانات کو بھول جاتے ہیں۔ اِسی لئے ہم پریشان ہیں۔

وَاِذۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَالۡفُرۡقَانَ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۵۳﴾ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور معجزے عنایت کئے، تا کہ تم ہدایت حاصل کرو ﴿۵۳﴾

اگر کوئی ہم سے پوچھے قرآن کیوں نازل ہوا تو یہ آیت اُس کا جواب ہے۔ کہ اللہ کی کتاب ہدایت کے لئے ہوتی ہے۔ صرف چومنے اور تعویذ کے لئے نہیں۔

کیا ہم قرآن سے ہدایت لے رہے ہیں؟ پہلے اُس کو سمجھیں۔ پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ صحیح اور غلط کا فرق سمجھیں۔ حق اور باطل میں فرق واضح ہو گا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو، تم نے بچھڑے کو (معبود) ٹھہرانے میں (بڑا) ظلم کیا ہے، تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کرو اور اپنے تئیں ہلاک کر ڈالو۔ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ پھر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا۔ وہ بے شک معاف کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے ﴿۵۴﴾

یہود نے بچھڑے کو معبود بنا کر شرک کیا۔ اللہ کی ناشکری کی۔ مرتدّ ہو کر دین سے نکل گئے۔

اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو۔ معنی مرتدّ کی سزا قتل ہے۔ اپنے رشتے داروں کو شرک کرتے دیکھتے رہے اور چُپ رہے۔ اب اُن کو ہلاک ہوتے دیکھو۔ (اپنی ہی قوم کے لوگوں کو شرک کی سزا دو)

ہمارے لئے عمل کا نقطہ اگر آج اپنی اولاد یا اپنے رشتے داروں کو گناہ یا غلط کام سے نہیں روکیں گے تو اُن کو قیامت کے دن ذلیل و رسوا ہوتے دیکھیں گے۔

تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ تا کہ آئندہ کے لئے سبق سیکھو۔

اُمتِ مسلمہ کے لئے توبہت آسان کر دیا گیا کہ دیکھو توبہ کر لو۔ اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ یہاں اسلامی حدوں کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ کہ اللہ جب کتاب دیتا ہے۔ اور ان کو فرقان ملتا ہے۔ لیکن جب صحیح اور غلط کا فرق مٹ جائے تو وہ اقوام بیکار کے مسئلوں میں پڑ جاتی ہیں۔

آج ہم اپنی طرف دیکھ لیں۔ یہود بچھڑے کے سامنے بیٹھے تھے اور ہم کھیل تماشوں میں پڑ گئے ہیں۔

ہم خواہشوں اور نفس کے غلام ہو گئے ہیں۔ (یوں لگ رہا ہے کہ یہود کی چالیس سالہ زندگی کی البم کے صفحے پلٹ رہے ہیں کہ دیکھو یہ ہوُا تھا۔۔)

وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَـكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهۡرَةً فَاَخَذَتۡكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثۡنٰكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ اور جب تم نے (موسیٰ) سے کہا کہ موسیٰ، جب تک ہم خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں گے، تم پر ایمان نہیں لائیں گے، تو تم کو بجلی نے آ گھیرا اور تم دیکھ رہے تھے ﴿۵۵﴾ پھر موت آ جانے کے بعد ہم نے تم کو از سرِ نو زندہ کر دیا، تاکہ احسان مانو

جب حضرت موسیٰؑ نے تورات کے احکام سُنائے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم تو اُس وقت تک نہیں مانیں گے جب تک ہم میں سے کچھ لوگ دیکھ نہ لیں کہ یہ اللہ کا حکم ہے یا آپؐ اپنی طرف سے کچھ بتا رہے ہیں۔ بنی اسرائیل نے اپنے ستّر لوگ چُنے (یہودی عالم) جو موسیٰؑ کے ساتھ کوہِ طور پر گئے۔

اَب وہاں جاکر موسیٰؑ پر وحی نازل ہوئی تو انھوں نے کہا کہ یہ کیا پردے کے پیچھے سے آواز سنائی دی۔ اس گروپ نے حجّت بازی کی اور کہا کہ جب تک اللہ ہم سے خود ہم کلام نہ ہو گا ہم وحی پر یقین نہیں کرینگے۔ اللہ کو ان پر غصہ آیا اور اِن پر آسمانی بجلی نازل ہوئی اور وہ سب مر گئے۔ موسیٰؑ بے ہوش ہو

گئے۔ موسیٰؑ نے جب ہوش میں آکر سب کو مرے دیکھا تو پریشان ہو گئے اور فرمایا کہ اللہ جی میری قوم تو میرے پیچھے پڑ جائیگی۔ اللہ نے اُن کو دوبارہ زندہ کر دیا۔

اللہ نے فرمایا کہ جاؤ اب اللہ کے قانون پر عمل کرنا۔

جب انہوں نے ان باتوں کو فراموش کر دیا جن کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو جو لوگ برائی سے منع کرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی اور جو ظلم کرتے تھے ان کو برے عذاب میں پکڑ لیا کہ نافرمانی کئے جاتے تھے ﴿۱٦۵﴾ غرض جن اعمال (بد) سے ان کو منع کیا گیا تھا جب وہ ان (پر اصرار اور ہمارے حکم سے) گردن کشی کرنے لگے تو ہم نے ان کو حکم دیا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ ﴿۱٦٦﴾ سورۃ الاعراف

اب اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں اور دیکھیں کہ ہم کیسے اللہ کی نافرمانیاں کر رہے ہیں اور کیسے اللہ کی سزائیں بھی دیکھ رہے ہیں۔ اُمّتَ مسلمہ کی حالتِ زار دیکھ لیں۔

اب اللہ تعالیٰ صرف کچھ نعمتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ اور بادل کا تم پر سایہ کئے رکھا اور (تمہارے لیے) من و سلویٰ اتارتے رہے کہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں، ان کو کھاؤ (پیو) مگر تمہارے بزرگوں نے ان نعمتوں کی کچھ قدر نہ جانی (اور) وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑتے تھے بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے ﴿۵۷﴾

اللہ کا احسان دیکھیں کہ صحرا میں اللہ ان کی مدد کر رہے ہیں۔ یہود کی تربیّت ہو رہی ہے۔ من ایک میٹھی کھمبی (دھنیا جیسی) کی طرح چیز تھی جو ہر صبح اوس کے ساتھ اُگتی تھی اور یہ اُٹھا کر کھا لیتے تھے۔

اور سلویٰ ایک پرندہ تھا بٹیر جیسا۔ یہ اسے بھی بھون کر کھا لیتے تھے۔ اللہ نے پاکیزہ کھانے کا حکم دیا۔
بس حکم یہ ہے کہ پھر اللہ کا شکر کرو اور نافرمانی نہ کرو۔

(یہاں چالیس سال گزر گئے) اور یوشع بن نون کے ساتھ فتح کا وقت آ گیا۔

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ
خَطَايَاكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ
ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٥٩﴾ اور جب ہم نے (ان سے) کہا کہ اس گاؤں میں
داخل ہو جاؤ اور اس میں جہاں سے چاہو، خوب کھاؤ (پیو) اور (دیکھنا) دروازے میں داخل ہونا تو سجدہ
کرنا اور حطۃ کہنا، ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے
﴿۵۸﴾ تو جو ظالم تھے، انہوں نے اس لفظ کو، جس کا ان کو حکم دیا تھا، بدل کر اس کی جگہ اور لفظ کہنا
شروع کیا، پس ہم نے (ان) ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا، کیونکہ نافرمانیاں کئے جاتے تھے

فتح کے اُصول سکھائے جا رہے ہیں۔ کہ جب تم بیت المقدس میں داخل ہو تو تمہارا رویّہ کیسا ہونا
چاہیے۔

اب اپنے اوپر لے کر سوچیں۔ ہم نے فتح حاصل کر لی۔ ملک مل گیا۔ اَب اس نعمت کا شکر کیسے ادا
کریں؟ جشنِ آزادی منا کر؟ کتنے سال کی غلامی کے بعد جب اپنا ملک مل گیا۔

وہ قومیں جو قلم اور تلوار نہیں اُٹھاتی وہ پھر طاؤس و رباب اُٹھا لیتی ہیں۔ بس ناچ گا کر جشن منا لیتی ہیں۔
کیا یہ زندہ قوم کا شعار ہے؟ نوجوان قومی نغمے گا کر سو جاتے ہیں۔

جب کہیں فتح حاصل ہوتی تو نبی پاکؐ کا سر عاجزی سے جھک جاتا۔ سر مبارک اونٹنی کے کجاوے سے لگ جاتا۔ خود آپؐ سب سے آخر میں شہر میں داخل ہوتے۔ اللہ کا شکر ادا کرتے۔

حطۃ ایک طرح کا استغفر اللہ تھا۔ لیکن یہود کی ایک بُری عادت یہ بھی تھی کہ لفظ کو بدل دیتے تھے۔ انھوں نے یہ لفظ بھی بدل دیا۔ اللہ ہمارے گناہ بخش دے کہنے کی بجائے حنطۃ کہنا شروع کر دیا یعنی (گیہوں کی) بالی۔ اللہ کی نعمتوں کی قدر یہ کی؟ اللہ نے ان پر طاعون کی بیماری بھیج دی کہ ان پر رحم آتا تھا۔ (ہمیں یہاں کیا نظر آ رہا ہے؟)

آج ہم اپنے دامن پر نظر ڈالیں۔ اللہ کی نعمتوں اور احسانات کی ناقدری۔ شکر اور استغفار کی بجائے ہمارا کیا روّیہ ہے؟ ہمارے کام کیسے ہے؟

حدیثؐ ہے کہ اُمتِ مسلّمہ اپنے پہلوں جیسے کام کرے گی۔ اُن کے جوتے پر اپنا جوتا رکھیں گے (پیروی)۔ حتیٰ کہ اگر اُن میں سے کوئی کھوہ (جانور) کے بِل میں داخل ہو گا تو تُم بھی وہی کرو گے۔ ایک اور روایت ہے کہ اگر اُن میں سے کوئی اپنی ماں سے زنا کریگا تو تم بھی وہی کرو گے۔

صحابہؓ نے پوچھا کہ اس سے مراد یہود و نصارٰی ہیں ہیں تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔

آج ہم اپنی بھیڑ چال کو دیکھیں۔ اللہ کی نعمتوں اور احسانات کی قدر کریں۔ ۱۴ اگست کو انکساری اور عاجزی کا اظہار کریں۔ اللہ سے مدد مانگیں۔ اللہ سے دعائیں مانگیں۔ علم حاصل کریں پوری قوم کی تربیت کریں۔ کتنی جانی اور مالی قربانیاں ہم دے چکے ہیں۔ چند سیاستدانوں کو ملک چلانے دیں۔

پوری قوم اللہ کی کتاب سے جڑ جائے۔ انشااللہ فتح اور نصرت ہمارا مقدر ہو گی۔ اُس وقت ہم نے کہا تھا پاکستان کا مطلب کیا؛لا الہٰ الاّ اللہ تو کیا ہم نے اپنے ملک سے شرک ختم کر دیا؟ وہ قبریں توڑ دیں جہاں شرک ہوتا ہے؟ محمد رسول اللہ پر عمل کرنے کا وقت تو پھر آئے گا۔

یاد کریں کہ نبی پاکؐ نے فتح مکّہ کے موقع پر کیسے تمام بت توڑ دیئے گئے تھے۔

ہم سب اپنے اچھے کاموں پر فخر اور غرور نہ کریں۔ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کریں۔

قیامت کے دن شرمندگی سے بچنے کے لئے ابھی سے بچّوں پر سختی کریں اور راہِ راست کی طرف رہنمائی کریں۔

جب کوئی نعمت ملے تو شکر کریں۔ حالات بدلنے پر صبر کریں۔

خلاصہ: بنی اسرائیل کے نام سے اس لئے مخاطب کیا گیا کیونکہ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا، معنی اللہ کا بندہ (عبد اللہ) اور بنی معنی بیٹے یا اولاد (اسرائیل کی)۔ باپ دادا کا نام لے کر شرم دِلائی جا رہی ہے کہ تم کن کی اولاد ہو۔ باپ کا نام محبت کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ کہ تمھیں دوسری اقوام پر فضیلت دی گئی ہے۔

جب کوئی وضاحت کرنے لگیں تو بات پوائنٹ میں کریں انگلیوں پر گن کر بتائیں۔

فضیلت کیوں دی گئی۔ یہود کو اعلیٰ ترین خوبیاں اور صلاحتیں دی گئیں۔ منصوبہ بندی۔ ان تھک محنت۔ جینئیس، دُور رَس نتائج، مالی طور پر ہوشیار، منظم قوم، تعصب پسند ہے۔۔

خرابیاں: یہود سمجھتے تھے نبیوں کی اولاد ہیں بخشش ہو جائے گی۔ ابراھیمؑ سفارش کرینگے۔ اللہ کے چہیتے ہیں۔ نیک لوگ بخشوا دینگے۔

نبی پاکؐ کو سفارش کی اجازت ہو گی لیکن اللہ کے حکم سے۔ اور تین مقامات پر اُن کو بھی اجازت نہیں ہو گی۔ جب حساب ہو گا، جب نامہ اعمال دیا جائے گا اور پُلِ صراط پر

سفارش ہو گی لیکن شرائط کے ساتھ۔ یعنی انسان نے کوئی کبیرہ گناہ نہ کیا ہو اور حقوق العباد میں کوتاہی نہ ہو۔

حکمران جب ظالم ہوں تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ عوام اپنے اعمال درست کر لیں۔

مظلوم قوم کو جب نجات ملتی ہے تو کوشش تو اس قوم ہی کی ہوتی ہے لیکن ملتی اللہ کی طرف سے ہے۔

موسیٰؑ کے دو مقاصد: بنی اسرائیل کی آزاد کروانا اور تورات (شریعت) کا ملنا۔

آپ اس بستی میں داخل ہو جائیں۔ (آیت 58) بیت المقدس میں

بیت المقدس یوشع بن نون کی قیادت میں فتح ہوُا۔

(آیت 58) کوئی نعمت ملے تو شکر کریں

حِطَّةٌ کو یہود نے حنطۃ سے بدل دیا تھا۔ عمل کی بات: کہ نعمت کی قدر کریں اور باتوں کو نہ بگاڑیں۔ اس پورے سبق کو ایک مسلمان کی نظر سے دیکھیں کہ کیا واقعی یہ ساری باتیں یہود کے لئے ہیں؟ کیا ہمیں اپنی جھلک یہاں نظر آتی ہے؟ ہماری اُمّت میں وہی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں؟